HABIBIA ISLAMICUS (The International Journal of Arabic & Islamic Research)
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER: HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

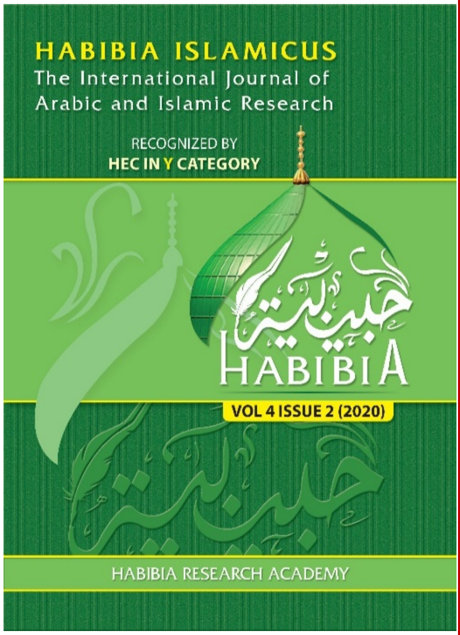

TOPIC:

A HISTORICAL AND ISLAMIC OVERVIEW OF DIGITAL CURRENCY IN THE MODERN ECONOMICS SYSTEM

جدید معاشی نظام میں کرنسی اور ڈیجیٹل کرنسی کا تاریخی وشرعی جائزہ

AUTHORS:

1. *Dr. Abdur Razzaq, Asst. Professor, Dept. of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan. Email ID: arazaq@gudgk.edu.pk , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-2152-4060*
2. *Madnia Saeed, Research scholar, Ghazi University, Dera Ghazi Khan. Email: murtazahabibani@gmail.com , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-8970-1422*

HOW TO CITE: *Razzaq, Abdur, and Madnia Saeed. 2020. "URDU 7 A HISTORICAL AND ISLAMIC OVERVIEW OF DIGITAL CURRENCY IN THE MODERN ECONOMICS SYSTEM: جدید معاشی نظام میں کرنسی اور ڈیجیٹل کرنسی کا تاریخی وشرعی جائزہ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 4 (2):87-102. https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u07.*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/140

Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 87-102
Published online: 2020-12-10

QR. Code

A HISTORICAL AND ISLAMIC OVERVIEW OF DIGITAL CURRENCY IN THE MODERN ECONOMICS SYSTEM

جدید معاشی نظام میں کرنسی اور ڈیجیٹل کرنسی کا تاریخی و شرعی جائزہ

Abdur Razzaq,　　Madnia Saeed.

ABSTARCT

Money has always been used for transactions in human societies. And it has been used in different ways in different times, such as gold, silver, dirhams and dinars. The concept of money has become very wide due to the wide scope of development of the times. In modern times, modern economic and commercial development has given rise to various forms of money. And in the modern economic system, the currency has taken the form of a tool of trade. The biggest problem is interest and the system of interest. This article discusses the reality of currency and the historical and legal aspects of digital currency.

KEYWORDS: *Digital currency, Modern economics system, Historical overview of digital currency, Islamic overview of digital currency.*

انسانی معاشروں میں ہمیشہ لین دین کے لئے زر کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ اور اس کا استعمال مختلف زمانوں میں مختلف طریقوں سے چلا آرہا ہے جیسا کہ سونا، چاندی، درہم اور دینار وغیرہ۔ زمانے کی ترقی کا دائرہ وسیع ہونے کی وجہ سے زر کا مفہوم بہت وسیع ہو گیا ہے عصر حاضر میں جدید معاشی اور تجارتی ترقی نے زر کی مختلف شکلیں سامنے آئی ہیں۔ اور جدید معاشی نظام میں کرنسی ہی آلہء تجارت کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ جس میں ڈیجیٹل کرنسی نمایاں طور پر وجود میں آئی ہے اس کرنسی کا خلاف فطرت استعمال ہی مختلف قسم کے معاشی اور شرعی مفاسد کا باعث بن رہا ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی خرابی سود اور نظام سود ہے۔ اس مقالہ کے مباحث میں کرنسی (زر) کی حقیقت اور ڈیجیٹل کرنسی کے تاریخی اور شرعی پہلو پر گفتگو کی گئی ہے۔

فقہاء کرام اور زر کی تعریف: زر ایک وسیلہ مبادلہ ہے جو اشیاء اور خدمات کے تبادلہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے کرنسی، سکے، بانڈز، سیونگ سرٹیفیکٹ اور فنڈز وغیرہ۔ عربی زبان میں زر کو نقد کہتے ہیں فقہائے کرام کے ہاں زر کے اطلاق میں تین نظریات ہیں۔

پہلا نظریہ: زر سے مراد مطلقاً سونا چاندی ہے۔ یعنی خواہ ڈھلے کی شکل میں ہو جیسا کہ درھم اور دینار یا ڈلی وغیر (1)

دوسرا نظریہ: زر سے مراد صرف ڈھلا ہوا سکہ ہے یعنی درھم اور دینار، لہٰذا سونے اور چاندی کے برتن یا ڈلی یا کسی اور شئ کو جو سونے اور چاندی سے بنی ہوئی ہو۔ اسکو زر نہیں کہا جایئگا۔ (2) ان دو نظریوں کی روسے زر کا اطلاق فلوس یا دوسری اشیاء پر نہیں ہو گی۔

تیسرا نظریہ: بعض فقہاء کے نزدیک زر کا اطلاق سونے چاندی کے علاوہ دیگر اشیاء پر بھی ہوتا ہے۔ **ان الفلوس اثمان، فلا یجوز بیعها بجنسها متفاضلاً کدراهم والدنانیر**

چنانچہ اس نظریے کے مطابق زر کا اطلاق فلوس پر ہوتا ہے۔ (3) زر کا تیسرا اطلاق ماہرین کے نزدیک اقتصاد کے موقف کے زیادہ قریب ہے۔ "جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ زر کی تعریف یوں کرتے ہیں۔"

"جو چیز عرفاً مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتی ہو۔ اور قدر زر کا پیمانہ ہو۔ اور اسکے ذریعے مالیت کو محفوظ کیا جاتا ہو۔ اسے زر کہتے ہیں"(4)

زر ہر اس شئ کو کہتے ہیں۔ جو آلہ مبادلہ کی حیثیت سے مقبول عام ہو اور معیار قیمت ہو وہ شئ کچھ بھی ہو اور کسی بھی حالت میں ہو(5)

اقسام زر: فقہی لحاظ سے زر کی دو قسمیں ہیں(1)۔ ثمن خلقی (2) ثمن عرفی

ثمن خلقی: وہ ثمن یا زر ہے جس کا ثمن یا زر ہونا عرف یا تعامل پر موقوف نہ ہو اور نہ ہی اس کی ثمنیت یا زر ہونا عرف اور اصطلاح کی وجہ سے ہو ثمن خلقی صرف سونا یا چاندی ہے۔

ثمن عرفی یا اصطلاحی: وہ زر یا ثمن ہے جس میں ثمنیت لوگوں کی باہمی تعامل اور عرف کیوجہ سے پیدا ہوئی ہو اگر عرف یا رواج نہ ہو تو وہ شئ ثمن نہ ہو جیسا کہ آجکل کاغذی نوٹ کرنسی وغیرہ(6)

کرنسی کی تعریف: کرنسی وہ زر ہے کہ جس کو کسی خاص ملک میں قانونی طور پر آلہ تبادلہ قرار دیا گیا ہو جیسے روپیہ، اگر کوئی شخص روپیہ میں ادائیگی کرے تو قانوناً اسے لینے پر مجبور کیا جائے گا اس معلوم ہوا کہ زر عام ہے اور کرنسی خاص ہے اور مال اور زر کے مقابلے میں خاص اور مال عام تھا اور زر اور کرنسی کے مقابلے میں زر عام اور کرنسی کا خاصہ۔ کرنسی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ایسی کرنسی جس میں ایک خاص حد تک قانوناً ادائیگی کی جا سکتی ہے اس سے زائد مقدار دی جائے گی تو قانوناً اسے لینے پر مجبور کیا جائیگا جیسے چونی، اس کو محدود زر قانونی کہتے ہیں۔ دوسری قسم جس میں قانوناً ادائیگی کی حد نہ مقرر ہو اس کو غیر محدود زر قانونی کہتے ہیں جیسے دھات کا روپیہ وغیرہ۔(7)

کرنسی نوٹوں کی فقہی و شرعی حیثیت: کرنسی نوٹوں کی فقہی تکفیف (فقہی وصف کہ نوٹ فقہی احکام کے لحاظ سے کیا چیز ہے) میں مختلف نظریات رہے ہیں، اور اس سلسلے میں علماء وفقہاء کی آراء مختلف ہیں چنانچہ بعض کتابوں میں سات تک اقوال ذکر کئے گئے ہیں لیکن ہم یہاں صرف ان اقوال کو ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو زیادہ معروف اور مشہور ہیں اور وہ چار یہ ہیں۔ نوٹ دین Debit کی سند سرٹیفیکٹ ہے۔ نوٹ "سامان" ہے۔ نوٹ سونے اور چاندی کا بدل یا قائم مقام ہے نوٹ بذات خود "ثمنِ عرفی" ہے، اور فلوس کے حکم میں ہے۔ ان اقوال کی تفصیل، دلائل کی تنقیح، تفریعات کی تشریح اور مناقشہ درج ذیل ہے۔

کرنسی نوٹ کی فقہی حیثیت سے متعلق پہلا نظریہ: گزشتہ صدی کے بیشتر علمائے ہند (جن میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع بھی شامل ہیں) کا نوٹ سے متعلق یہ موقف رہا ہے کہ نوٹ دین کی سند ہے نوٹ نہ مال ہے نہ سونے اور چاندی کا بدل ہے اور نہ بذات خود ثمن ہے، بلکہ یہ محض اس دین کی ایک سند (Certificate) ہے. جو حامل نوٹ کے لیے جاری کنندہ کے ذمہ واجب ہے۔(8)

دلائل: 1۔ اس موقف پر ایک اہم دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ ہر نوٹ پر وعدہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اس کے حامل کو بوقت مطالبہ اس نوٹ کی حقیقی قیمت ادا کی جائے گی، لہذا یہ وعدہ اس بات کی صاف دلیل ہے کہ نوٹ دین کی سند اور وثیقہ ہے۔ "چنانچہ علامہ سید احمد نوٹ کی

ماہیت اور حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں"'' فقوله: ''قابلة لدفع قیمتلدی الاطلاع لحاملها الخ''لم یشك انها سندات دیوان الخ)''یہ بات کہ اس کے حامل کو مطالبے کے وقت اس نوٹ کی حقیقی قیمت ادا کردی جائے گی، بلاشبہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ نوٹ قرض کی سند ہے۔ 2۔ان نوٹوں کا بدل بصورت سونا یا چاندی جاری کنندہ کے خزانے میں ہونا ضروری ہے جس سے یہ بات واضح ہے کہ ان نوٹوں کی قیمت اسی بدل کی وجہ سے ہے، لہٰذا نوٹ اس بدل کی سند ہے۔(9) 3۔نوٹ کاغذ کا ایک معمولی پرُزہ(Pieces) ہے، پھر ایک پرزہ زیادہ قیمت کا ہے اور دُوسرا کم قیمت کا ہے ۔مثلاً100 کا نوٹ اور50 کا نوٹ، حالانکہ ذاتاً دونوں کاغذ برابر ہیں لیکن قیمت میں فرق ہے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اصل چیز بدل ہی ہے۔ 4. اگر ان نوٹوں کے ذریعے تعامل ختم ہو جائے، تو حکومت اس کا ضمان ادا کرتی ہے ،یہ بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ اس دین کی سند ہے(10)

نوٹ کی شرعی حیثیت سے متعلق دوسرا نظریہ: نوٹ مال اور سامان (Goods) ہے، کیونکہ لین دین اور سارے معاملات نفس کاغذ ہی سے متعلق ہوتے ہیں اور کاغذ مال متقوم (قیمت والا) ہے جس کی قدر و قیمت عرف و رواج کی وجہ سے بڑھ گئی، جیسے ہیرے، جواہرات کہ انتہائی قیمتی ہوتے ہیں، لیکن ان کی حیثیت مال اور سامان کی ہوتی ہے۔(11)

ہندوستانی علمائے کرام میں علمائے رام پور اور رجناب احمد رضا بریلوی کی بھی یہی رائے ہے، اور یہی شیخ عبد الرحمن بن سعدی کے نزدیک راجح معلوم ہوتی ہے مولانا احمد رضا بریلوی کا اس موضوع پر باقاعدہ رسالہ ہے۔جس میں انہوں نے فرمایا :اما اصله فمعلوم انه قطعة کاغذ والکاغذ مال متقوم وماذادة هذه السکة الارغبة للناس الیه وزیادة فی صلوح ادخاره للحاجات، وهذا معنی المال ای مایمیل الیه الطبع ویمکن ادخاره للحاجة الخ)''(12) اس کی (نوٹ) اصل تو معلوم ہے کہ وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے، اور کاغذ مال متقوم ہے، اور اس کے سکے ہونے نے اس کی طرف رغبتیں بڑھائیں اور یہ کہ وقت حاجت کے لیے اُٹھار کھنے اور ذخیرہ کرنے کا زیادہ لائق ہو گیا، اور مال کے یہی معنی ہیں کہ طبع اس کی طرف مائل اور رغبت رکھتی ہو اور زمانہ مستقبل کی ضرورتوں کے لیے اس کو ذخیرہ کیا جا سکے ''

دلائل: عروض (سامان) کی جتنی تعریفات ہوئی ہیں وہ سب کاغذی نوٹ پر صادق آتی ہیں۔ " عرض (سامان) سونے، چاندی کے علاوہ تمام اشیاء سامان میں داخل ہیں '' هو ماسوی النقد ''جو نقد کے علاوہ ہو وہ سامان ہے۔هُوکل مالا زکوة فی عینه سامان ہر وہ چیز ہے، جس کی ذات میں زکوۃ واجب نہ ہوهو ماعدا الحیوان و الطعام والنقد سامان حیوان، طعام اور نقد کے علاوہ ہر چیز کو کہتے ہیں۔(13) ان نوٹوں کی حکومت اگر ختم ہو جائے، تو ان نوٹوں کی کچھ قیمت باقی نہیں رہتی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بذات خود نقد (زر) نہیں، گو وقتی طور پر زر (Money) قرار دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کی رغبتیں بڑھ جائیں بخلاف سونے چاندی کے کہ اس میں یہ بات نہیں وہ بہر حال نقد ہی ہے لہٰذا سونے چاندی پر نوٹوں کو قیاس کرنا اور ان کے احکام ان کو دینا قیاس مع الفارق ہے(14)

نوٹوں کی شرعی حیثیت سے متعلق تیسرا نظریہ : تیسرا موقف نوٹوں سے متعلق یہ ہے کہ نوٹ سونے، چاندی کا قائم مقام ہے یعنی نہ تو ان کی حیثیت محض سند دین کی ہے اور نہ عروض ہے اور ان میں بذات خود ثمینت ہے لیکن چونکہ عرف ورواج کی وجہ سے کاغذی نوٹ اصل ثمن (سونے چاندی) کے قائم مقام اور اس کا بدل ہے لہذا جو احکام اصل اور مبدل کے ہوں گے وہ احکام نوٹوں میں بھی جاری ہوں گے (15)

دلائل : اس پر اتفاق ہے کہ نوٹ تمام معاملات میں سونے چاندی کا بدل ہے اور اس کا قائم مقام ہے، اور تمام معاملات میں نوٹ نے سونے چاندی کا مقام لے لیا تو لامحالہ احکام میں بھی نوٹ سونے چاندی کی طرح ہو گا، خاص طور پر جبکہ مشہور اصولی قاعدہ ہے کہ البدل لہ حکم المبدل یعنی بدل احکام میں مبدل کی طرح ہو گا یہاں مبدل سونا اور چاندی ہے اور بدل کا غذی نوٹ ہے ۔ احکام شرعیہ میں اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے، معروف اصولی قاعدہ ہے۔ "الامور لمصقاصدھا" یعنی تمام امور کا دار مدار مقاصد پر ہے الفاظ اور ظاہری شکلوں پر نہیں تو نوٹ کی وضع سے مقصد ثمینت ہے، لہذا مقاصد کے اعتبار سے نوٹ سونے اور چاندی کی طرح ہو گا۔ (16)

نوٹ کی شرعی حیثیت سے متعلق چوتھا نظریہ : شیخ عبد اللہ بن سلمان جو دار الافتاء ریاض کے رکن ہیں فرماتے ہیں۔

هذه التطرية ترى ان الاوارق النقدية كا لفلوس فى طروالثمينة عليهافماثبت للفلوس من احكام الربا والزكاة والسلم تثبت لاوراق النقدية مثلهاوقدقال بهذه التطرية مجموعة كبيرة من افاضل العلماويعتبر القائل بهافى العملة وسطا بين القائلين بالتطرية السندية والقائلين بالتطرية العرفية، ولاشك انه اقرب الاقوال الى الاصابة فى نظرنا۔ (17) ''اس نظریے کا حاصل یہ ہے کہ نوٹ ثمن طاری ہونے میں فلوس کی طرح ہیں، سو ربا، زکوٰۃ اور سلم کے جو احکام فلوس میں جاری ہوتے ہیں، وہ احکام نوٹوں میں بھی جاری ہوں گے، اس نظریے کا قائل فاضل علماء کی ایک بڑی جماعت ہے اور اس نظرے کا قائل دو نظریوں یعنی یہ نظریہ کہ نوٹ سند ہے، اور یہ نظریہ کہ نوٹ عرض ہے، کے درمیان فیصل اور ثالث ہے۔ اس نظریے کا قائل مذکورہ دو نظریوں کے قائلین کے درمیان میں ہے یعنی یہ نظریہ اعتدال پر مبنی ہے اور بلاشبہ یہ نظریہ ہماری نظر میں حق اور درستگی کے زیادہ قریب ہے۔ ''

اکثر علماء اس نظریہ کے قائل ہیں اور یہی نظریہ راجح ہے۔ نوٹ بذات خود ثمن ہے، اس پر سونے چاندی کی طرح ثمن کے احکام جاری ہوں گے بس اتنا فرق ہے کہ سونا چاندی ثمن خلقی ہے اور نوٹ ثمن عرفی ہے نوٹ نہ سند دین ہے نہ عروض ہے اور نہ سونے چاندی کا بدل (Substitute) ہے۔

وجوہ ترجیح : وجوہ ترجیح اختیار کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

1۔ نوٹ پر زر کی ذکر کردہ تفریعات مکمل طور پر صادق آتی ہیں ۔ ۲۔ زر کے جو شرعی اور اقتصادی وظائف ہیں، وہ نوٹ بحسن وخوبی سرانجام دیتا ہے۔ ۳۔ نوٹ کو زر اور بذات خود ثمن قرار دینے سے زکوۃ، سلم، مشارکہ ومضاربہ وغیرہ معاملات میں نہایت سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ ۴۔ نوٹ کو زر اور ثمن قرار دینے سے سود کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ ۵۔ نوٹ کی پشت پر سونا چاندی نہیں ہیں۔ ۶۔ ہر علاقے اور

ہر عرف میں نوٹ پر زر کا اطلاق ہوتا ہے۔ ۷۔ نوٹوں کے ساتھ تعامل کے وقت کسی کا ذہن سونے یا چاندی کی طرف نہیں جاتا۔ ۸۔ نوٹ کو قانونی طور پر کرنسی کا درجہ دیا گیا ہے۔ ۹۔ نوٹ کے اجرا کا حق ہر کسی کو حاصل نہیں بلکہ صرف مرکزی بنک ہی اس کا مجاز ہے۔:(18)

نوٹ سے متعلق چار نظریوں میں سے نظریہ سند اور نظریہ عروض بالکل الگ اور ممتاز ہیں ایک دوسرے سے بھی ممتاز ہیں اور آخری دو نظریوں سے بھی ممتاز ہیں، البتہ آخری دو نظریے پہلے دو نظریوں سے تو ممتاز ہیں لیکن باہم ملتے جلتے ہیں جس کی وجہ سے پریشانیمیں واقع ہونے کا اندیشہ ہے تو خوب سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں نظریے اس بات پر متفق ہیں کہ نوٹ سند دین یا عروض نہیں، بلکہ ثمن ہے، ثمینت پر ان کا اتفاق ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ نظریہ سوم کی رو سے نوٹ بذات خود ثمن نہیں، بلکہ سونے چاندی کا بدل ہے، اس وجہ سے ہم اس کو ثمن کہتے ہیں لہٰذا اس کے احکام اول سے آخر وہی ہوں گے جو سونے چاندی کے ہیں، یہاں تک کہ اس نظریہ کی رو سے نوٹوں کا تبادلہ صرف ہو سکتا ہے۔ جبکہ نظریہ چہارم کی رو سے نوٹ بذات خود ثمن ہے یہ کسی شی کا قائم مقام نہیں البتہ ثمن ہونے کی وجہ سے اس کے احکام سونے چاندی کے ہوں گے لیکن خلقت اور عرف کا فرق ہو گا نوٹ ثمن عرفی ہے اس لیے فلوس کی طرح ہوں گے اور ان کا تبادلہ صرف نہیں ہو گا اور سونا چاندی ثمن خلقی ہے اس لیے ان میں صرف ہو سکتا ہے اس لیے زکوۃ کے مسئلے کی تخریج میں بھی دونوں موقفوں میں فرق ہے۔(19)

ڈیجیٹل کرنسی کی تاریخی اور عصری معنویت: کرنسی کا سفر بارٹر سیل (اشیاء کا باہم تبادلہ) کے دور سے شروع ہوا۔ آگے بڑھتے ہوئے سونے چاندی کے سکوں کی صورت اختیار کی۔ اس کے بعد اس نے ایک نیا رخ اختیار کیا جو کہ "حقیقی ثمن" (سونا چاندی) سے "عرفی ثمن" کی شکل میں تبدیل ہونا تھا یہ عرفی ثمن کرنسی نوٹ کی شکل میں آج موجود ہے، لیکن کرنسی کا یہ سفر اس پر رکا نہیں بلکہ یہ سفر جاری ہے اور اپنے تسلسل کے ساتھ اب "ڈیجیٹل کرنسی" کی صورت اختیار کر چکا ہے ڈیجیٹل کرنسی کی 60 سے زائد اقسام میں اب تک وجود میں آچکی ہیں اور یہ سلسلہ مزید بھی جاری ہے۔ ڈیجیٹل کرنسی کی ایجاد کا بنیادی مقصد کرنسی کو کسی خاص مرکز (حکومت یا اسٹیٹ) کے تابع اور زیر ملکیت ماننے کے بجائے کرنسی کو ایک آزاد اور خود مختار انہ حیثیت دینا ہے جو کسی خاص اتھارٹی کے بجائے براہ راست عوام کی ملکیت ہو، جس کے ذریعے کرنسی کو پوری دنیا میں یکساں شکل و حیثیت دے کر ایک ہی کرنسی کو عالمگیر حیثیت دی جائے۔ جس کا جسمانی وجود کسی خاص مادہ یا کسی بھی چیز کے بجائے کمپیوٹر سرور پر محفوظ ہو، جس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا عمل انٹرنیٹ کے ذریعے ہو، اسی طرح ایک کرنسی کو بھی عالمگیریت کی خاصیت دی جاسکے اور یوں عالمگیریت کا وہ خواب جو ایک خاص طبقے کے ذہن میں عرصے سے گردش کر رہا ہے، معرض وجود پر آسکے۔ (20)

ڈیجیٹل کرنسی کی خصوصیات: ۱۔ اس قسم کی کرنسی کا کوئی حسی وجود کسی بھی شکل میں نہیں ہوتا، اس کا وجود چند پیچیدہ نمبرات (جس کو اندازے سے بنانا ناممکن کے قریب ہوتا ہے) کی صورت میں کمپیوٹر کے سرور یا کسی ڈیجیٹل ڈیوائس پر ہوتا ہے۔ ۲۔ یہ کرنسی دنیا بھر میں

یکساں وجود رکھتی ہے اور کسی بھی حکومت یا نگراں ادارے کے ماتحت نہیں ہوتی، بلکہ ایک مستقل آزاد (Decentralized) حیثیت میں دستیاب ہوتی ہے اور اس کے ذریعے ہر اس شخص کے ساتھ جو اسے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو، دنیا کے کسی بھی خطے میں بغیر کسی رکاوٹ اور کسی اتھارٹی کی منظوری کے بغیر مالی معاملات کیے جاسکتے ہیں۔ ۳۔ڈیجیٹل کرنسی کے ذریعے معاملات طے پانے یا ان کے آپس میں تبادلے کے معاملات درمیانی واسطے اور قانونی رکاوٹوں کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت جلدی اور کم دورانیے میں انجام پاتے ہیں، ایک ٹرانزکشن 10 سے 15 سیکنڈ میں مکمل ہو جاتی ہے۔ ۴۔ اس وقت 21 ملنیز سے زیادہ کی تعداد میں یہ کرنسی جاری ہو چکی ہے اور ہزاروں لوگ اس کے ذریعے مالی معاملات کر رہے ہیں، حتی کہ کرنسیوں کے ریٹ بتانے والی بعض معروف ویب سائٹس عام کرنسیوں کی طرح اس کا ریٹ اور شرح تبادلہ بھی شائع کرتی ہیں۔ ۵۔ اسے کسی بھی برقی آلے (ElectronicDevice) میں محفوظ کیا جاسکتا ہے ا ور سالوں تک وہ محفوظ رہتی ہے یہ ضائع اس وقت ہو گی، جب وہ برقی آلہ گم یا خراب ہو جائے۔ ۶۔ ضائع ہونے کی صورت میں کوئی حکومت یا اتھارٹی اس کا عوض اور بدل ادا کرنے کی پابند ہوتی ہے اور نہ ہی کسی اور شخص سے اس کو دوبارہ وصول کیا جاسکتا ہے۔ ۷۔ مخصوص ڈیجیٹل ڈیوائز میں محفوظ ہونے کی وجہ سے اس کے ضائع ہونے کے احتمالات کافی زیادہ ہوتے ہیں اور اتنے ہی احتمالات ہوتے ہیں جیسا کہ کسی کمپیوٹر اور ڈیجیٹل آلے میں وائرس آجانے کی وجہ سے کسی خرابی کا امکان ہوتا ہے۔ ۸۔ چونکہ اس طرح کی کرنسی کے پیچھے کوئی ذمہ دار اتھارٹی نہیں ہوتی، لہذا اس کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کے غیر متوقع امکانات بھی کافی زیادہ ہوتے ہیں، کیونکہ اس کی طلب و رسد کا درست اندازہ لگانا اور اس کے نتیجے میں کسی صحیح نتیجے پر پہنچنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں، چنانچہ جنوری 2014 میں ایک بٹ کوائن کی قیمت 917 ڈالر کے برابر تھی جب کہ اسی سال کے دسمبر میں اس کی قیمت 330 ڈالر تک گر چکی تھی اس سے اس کی غیر یقینی صورت حال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ۹۔ اس قسم کی کرنسیوں کی چھوٹی اکائیاں بھی ہوتی ہیں، لیکن ایک کرنسی کی ہزاروں اکائیوں ہو سکتی ہیں، نیز با آسانی ہر وقت دستیاب بھی نہیں ہو سکتیں، جبکہ کسی بھی کرنسی کے لیے اس کی ریز گاری کا با آسانی فراہم ہونا ایک اہم اور ضروری خاصیت ہوتی ہے۔ ۱۰۔ اس قسم کی کرنسیوں کے پیچھے کوئی منظم ادارہ یا حکومت نہیں ہوتی، لہذا اس کی مارکیٹ میں طلب و رسد کا درست اور ہر وقت اندازہ بھی مشکل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی حقیقی ملکیت بھی صحیح طریقے سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ ۱۱۔ ان کرنسیوں کے لین دین کو اس لحاظ سے محفوظ کہا جاسکتا ہے، جسے بلاک چین (Block Chain) کہا جاتا ہے اس ریکارڈ کی رو سے یہ بات ممکن نہیں رہتی کہ ایک کرنسی کو دو مرتبہ استعمال کیا جائے۔ ۱۲۔ دنیا کے 50 فیصد کے قریب ممالک اس طرح کی کرنسی سے انجام دیے جانے والے معاملات کو قانونی حیثیت میں تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود انہی ممالک میں سے بہت سے ممالک کے مرکزی بینک اس طرح کی کرنسیوں سے متعلق مختلف قسم کی وارننگ جاری کر چکے ہیں۔ (21) مذکورہ وجوہات کی بنا پر درج ذیل باتیں کہی جاسکتی ہیں ۔ ڈیجیٹل کرنسی کی اتنی حیثیت دنیا بھر میں تسلیم کی جاچکی ہے جس کے تحت اسے مال کے زمرے میں داخل سمجھ کر اس کے ذریعے انجام

پانے والے معاملات کو درست تسلیم کیا جائے۔ ڈیجیٹل کرنسی اس لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتی ہے کہ یہ کسی باضابطہ نگران ادارے یا حکومت کے ماتحت نہیں، جس کی وجہ سے کوئی خاص اتھارٹی دوسروں کا استحصال نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس میں مصنوعیبطور پر طلب و رسد بڑھا کر اس کی قیمت مصنوعی طور پر بڑھائی یا گھٹائی جا سکتی ہے۔ اس کرنسی میں مذکورہ بالا خدشات پائے جانے کی وجہ سے اس کو معیاری کرنسی قرار دینے میں کافی مفاسد اور خرابیاں رونما ہو سکتی ہیں، جن میں بلیک مارکیٹ میں استعمال کے علاوہ اس کی حفاظت کے حوالے سے اور اس کی طلب و رسد کا صحیح اندازہ لگانے کے حوالے سے بھی کافی خدشات ہر وقت موجود رہتے ہیں ان خدشات کے باوجود بہت سارے ممالک میں اس کو قانونی طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے لہذا جس ملک میں قانوناً اس کے ذریعے معاملات طے کرنا ممنوع نہ ہو تو وہاں شرعی لحاظ سے بھی اس کے استعمال میں حرج نہیں ہونا چاہیے۔

ڈیجیٹل کرنسی اور معاصر علماء کرام کی آراء: ڈیجیٹل کرنسی اور بٹ کوائن کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں اس بارے میں معاصرین کی دو رائے ہیں۔ بعض علماء کرام جواز کے قائل ہیں اور بعض علماء کرام اس سے خرید و فروخت کو منع کرتے ہیں جواز اور عدم جواز سے پہلے ایک تمہید کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد جواز اور عدم جواز کے دلائل بیان کر کے تجزیہ لینے کی کوشش کریں گے۔

فطری طور پر اللہ رب العزت نے، سونا، چاندی کو بطور زر مبادلہ پیدا فرمایا، مگر وقت گزرنے کے ساتھ وقتی مصالح اور انتظامی ضرورتوں کے پیش نظر حکومتوں نے انہیں مہر زدہ بنا کر باقاعدہ ملکی نگرانی میں اسے پیش کیا، بعد میں دیگر وجوہات کی بنا پر سونے چاندی کے درہم و دینار کے ذیلی ریزگاریوں کو دیگر دھاتوں مثلاً پیتل، لوہا، چمڑہ اور بعد میں کاغذ کو آپس کے لین دین اور لوگوں کو باہمی تعارف کے ساتھ ملکی حکم نامے کے طور پر رائج کیا موجودہ حالت میں معاملات کے بدلتے انداز اور انٹرنیٹ کے اثر کاروباروں میں داخل ہونے کی وجہ سے ملک کے مختلف اطراف اور دنیا کے اردگرد کو نے سمیٹتے ہوئے ایک گاؤں کے مانند بن چکے ہیں انٹرنیٹ نے لوگوں کے فاصلوں کو کم کیا ہے اور آمدنی کے ذریعے فراہم کیے ہیں انٹرنیٹ پر خرید و فروخت کے لیے ڈالر، یورو یا ملکی کرنسی کے بدلے پہلے تو ڈیبٹ اور ماسٹر بینکوں سے جاری کیے گئے مگر کئی مشکلات اور دیگر خطرات کے پیش نظر الیکٹرک منی کے نام سے کرنسی وجود میں آئی۔ جسے ڈیجیٹل کرنسی کہتے ہیں اس کی بنیاد ریاضی کے شعبہ لوگ رتھم پر مبنی ہے جس کا مقصد فرضی نمبرات، مشینی ایجاد سے بچاؤ اور ایک نمبر کی وضع کردہ کرنسی کو دوبارہ منظر عام پر نہ آنا تھا۔ ڈیجیٹل کرنسی اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیوں کی حفاظت کے لیے بنکوں کی ٹرانزکشن اور اقوام کی منتقلی و غیر حسابات کیطرح "بلوک چین" کا نظریہ پیش کیا گیا جس میں باقاعدہ ایک ضامن ادارے کے ماتحت خرید و فروخت کے بعد مخصوص اجرت کے عوض آن لائن چوری اور دیگر خطرات سے محفوظ کیا جاتا ہے، کرنسی کی قیمت کا تعیین طلب و رسد کی آزادی کے سپرد کیا گیا، جس کی وجہ سے ابتداء میں اس کی قیمت ایک ڈالر سے بہت کم، مگر بعد میں اتار چڑھاؤ سے گزرتے ہوئے اس کی قیمت پانچ ہزار ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ بعض مغربی ممالک میں ٹیکسوں کی حصولی، نجی حسابات اور اس کرنسی کی نگرانی کے لیے جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے، جب کہ دیگر بعض ممالک مثلاً چین اور

سعودی عرب وغیرہ میں اس پر پابندی عائد کی گئی، کسی بھی ملک کی باقاعدہ نگرانی نہ ہونے اور اس کرنسی اتار چڑھاو کی وجہ سے بین الاقوامی طور پر اس کرنسی کے تحت طے پائے جانے والے معاملات کرنے والے اداروں کو کئی بار تنبیہ کی جاچکی ہے۔ اگرچہ عرب ممالک میں بہت سے مفتیان کرام نے اس کے تحت کی جانے والی معاملات کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، مگر دیگر بعض مفتیان کرام نے باقاعدہ حکومت کی تسلیم نہ کرنے تک محتاط رہنے کا فتوی دیا ہے جب کہ محققین مفتیان کرام نے اس بارے میں اب تک توقف کا قول اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض عالمی اداروں مثلاً الہدی وغیرہ کے اس کرنسی کے تحت معاملات کو اگرچہ جائز کہا ہے مگر غرر اور دیگر غیر شرعی معاملات کی وجہ سے خود اس سے تحرز کا مشورہ دیا ہے، جب کہ ملکی سطح پر جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاون اور جامعۃ الرشیہ نے تعامل اور حکومتی حکم نامے کے بغیر اس کرنسی کو کاروباری یا سرمایہ کاری کے طور پر اختیار کرنا ناجائز کہا ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ (22)

جواز کے دلائل : پہلی دلیل: اس دلیل کی وضاحت سے پہلے دو قاعدوں کا جاننا ضروری ہے :

پہلا قاعدہ: ''**الحکم علی الشئی فرع عن تصورہ**'' اس قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں اس وقت تک فتوی دینے درست نہیں، جب تک اس مسئلے کی پوری ماہیت اور اس کے عمل کا مکمل طریقہ کار اس کے سامنے واضح نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان **ولا تقف ما لیس لك بہ علم** (23)(اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کے لیے باقاعدہ کسی دلیل شرعی کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ: ''ما احل اللہ فی کتابہ فھو حلال وما حرم منہو حرام وما سکت عنہ فھو عافیۃ فاقبلوا من اللہ عافیتہ فان اللہ لم یکن نسیا)''(24)

ان دو قاعدوں کے بعد واضح رہے کہ بٹ کوائن اور دیگر ڈیجیٹل کرنسز کا وجود چونکہ کسی آلہ کے بغیر نہیں ہوتا، اس لیے آلہ کو خریدنے کا حکم دیگر آلات کی طرح ہے یعنی جس طرح دوسرے آلات صنعت تجارت مثلاً کارپینٹنگ اور ٹیلرنگ کے لے مشینیں وغیرہ خریدنا اور ان سے کام کرنا جائز ہے اسی طرح ڈیجیٹل کرنسیز کے لیے الیکٹرک پرس، یو ایس بی اور کمپیوٹر وغیرہ خریدنا جائز ہے۔

دوسری دلیل: وہ معاملات و بیوعات جو فاسد و باطل امور کی وجہ سے ناجائز ہوتے ہیں اگر بیع کو ان امور سے پاک کیا جائے، تو بیع میں عدم جواز کی کوئی وجہ باقی نہیں رہے گی، جن میں اشیاء محرمہ کی خرید و فروخت. بیع صرف اور ربا وغیرہ کی خرابیوں نہ ہو، تو وہ بیع جائز ہوتی ہے، چونکہ بٹ کوائن اور دیگر کرنسیز میں ان مذکورہ خرابیوں میں سے کوئی ایک خرابی بھی نہیں پائی جا رہی، لہذا ان کا کاروبار شرعا جائز ہونا چاہیے۔(25) **تیسری دلیل :** کرنسی ہونے کے لیے عوام کا کسی جنس کی زر مبادلہ ہونے پر اتفاق کرنا لازم ہوتا ہے جو بٹ کوائن اور ڈیجیٹل کرنسی میں پایا جاتا ہے، کیونکہ عوام اس کے ذریعے خرید و فروخت کرتے ہیں اور اب تو بعض ممالک میں اے ٹی ایم مشینز، آن لائن خریداری بلوں کی ادائیگی وغیرہ کئی معاملات میں اس کا عمل دخل زیادہ ہوتا جارہا ہے، تو جیسا کاغذی نوٹ ثمن ہے اسی طرح بٹ کوائن اور ڈیجیٹل کرنسیز جن پر تعامل ہوتا جارہا ہے وہ بھی ثمن شمار ہو گا۔ **چوتھی دلیل :** کسی بھی چیز کی مالیت سے اسکی حیثیت معلوم ہوتی ہے او

رمالیت کا مدار طلب ورسد کی آزاد قوتوں سے متعین ہوتا ور رسد زیادہ تو اس کی قیمت کم تھی اور جب اس کی طلب بڑھ گئی تو اس کی قیمت بھی بڑھ گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل کرنسی اور بٹ کوائن ایک کرنسی ہے۔ **پانچویں دلیل:** جرمنی اور کنیڈا اور دیگر ممالک اس کی ثمنیت تسلیم کرلی ہے۔۔ بلکہ بعض حلقوں سے یہ باتیں بھی سننے میں آتی ہیں کہ ڈیجیٹل کرنسی کو آدھی دنیا نے تسلیم کرلیا ہے۔ **چھٹی دلیل:** فقہی اعتبار سے ہر وہ چیز جس کی طرف لوگوں کا میلان ہو، یا جس کی ذخیرہ اندوزی ممکن ہو اسی طرح اس کی حفاظت ہوسکتی ہو، تو اس کو مال کہا جاسکتا ہے، بٹ کوائن اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیز پر مال کی مذکورہ تینوں تینوں تعریفات صادق آرہی ہیں لہذا اسے مال تسلیم کرنا اور اس کے ذریعے باقاعدہ کاروبارہ کرنا ناجائز نہیں۔

عدم جواز کے دلائل: بعض محققین کی رائے ہے ڈیجیٹل کرنسیز اور بٹ کوائن سے خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے اس کے درج ذیل دلائل ہیں۔ **پہلی دلیل:** اللہ تعالیٰ نے آلہ تبادلہ کے لیے جس چیز کو حقیقی ثمن بنایا وہ سونا چاندی ہے، جس کی ثمنیت کو سنت نبویہ کے دور سے بھی درحقیقت تائید حاصل ہوئی، لیکن بعد کے زمانوں میں حالات کے تغیر کی وجہ سے سونا چاندی کے ساتھ ساتھ فلوس کی ترتیب کو اسلامی اور غیر اسلامی حکومتوں میں وقتی ضرورت کے طور پر رواج حاصل ہوا، مگر آلہ تبادلہ کی اصل نمائندگی کا سہرا پھر بھی سونا چاندی کے سر رہا اور فلوس کے ساتھ سونا اور چاندی کے دراہم ودنانیر بطور اصل اور فلوس کی حیثیت فرع کے طور پر جاری رہی بٹ کوائن اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیز تو اگر اس تناظر میں دیکھا جائے، تو یہ بات واضح ہے کہ مالیت کے لیے حقیقی چیز کا ہونا ضروری ہے جس کی پشت پر سونا، چاندی یا اس کے علاوہ دوسرے کسی قابل اعتماد چیز کی ضمانت موجود ہو، اس کے علاوہ کسی ایسی چیز کا ثمن مقرر کرنا جس کی حیثیت وہمی اور غیر اصل ہو، جو محض سافٹ ویئر کے کسی دقیق عمل کے نتیجے میں سامنے آتا ہو اور صرف ریاضی حسابات اور تکنیکی مہارت کے طور پر متعارف ہو، جس کی ثمنیت کی قوت سافٹ ویئر کی مضبوطی پر موقوف ہو یعنی جس ڈیجیٹل کرنسی کا سافٹ ویئر جتنا زیادہ قوی ہو اور وائرس وغیرہ سے خراب نہ کرنا ممکن ہو، تو وہ قیمت کے اعتبار سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کے زر مبادلہ کے لیے ثمینت اور قابل ضمانت ہونا لازمی ہے اس کے بغیر کسی سافٹ ویئر اور محض وہمی چیز سے ثمینت ثابت نہیں ہوتی اور چونکہ ڈیجیٹل کرنسی میں نہ تو ثمینت ہے اور نہ قابل ضمانت کوئی شی اس وجہ سے ڈیجیٹل کرنسی سے مالیت ثابت نہیں ہوتی۔ **دوسری دلیل:** پہلی دلیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ کرنسی ہونے کے لیے کم از کم ضمانت ہونا لازمی ہے جو بٹ کوائن اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیز میں نہیں ہے، کیونکہ قابل ضمانت ہونے سے مراد ہے کے مرکزی بینک جو کسی حکومت کے ماتحت ہو اور اپنے صارفین کی آسانی کے لیے زر مبادلہ کے طور پر کوئی کرنسی لاگو کریں، وہی لوگوں کے لیے قابل اعتماد ہوگا اس کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ جس میں مرکزی حکومت کا عمل دخل نہ ہو، درست نہیں ہونا چاہیے۔ **تیسری دلیل:** کرنسی کی قیمت کی تقرری حکومتی جانب سے مقرر ہوتی ہے یا پھر کسی حکومت کی زیادہ پیداوار اور مضبوط معیشت کی وجہ سے اس کی کرنسی دوسرے کمزور

اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیز کی قیمت کا تعین طلب و رسد کرتا ہے ہاں دیگر اشیاء استعمال خوردنوش کی قیمت کا تقرر طلب و رسد کر سکتا ہے۔ **چوتھی دلیل:** کرنسی حکومتی ادارے کی نمائندہ مقصود ہوتی ہے اب اگر کوئی ادارہ حکومتی سرپرستی کے بغیر اپنے طور پر کرنسی جاری کریں تو اس میں حکومتی نمائندگی ظاہر نہیں، اس وجہ سے اس کو کرنسی کی حیثیت دینا دانشمندی نہیں، کیونکہ جب بھی زر مبادلہ کی ضرورت ہوگی سافٹ ویئر میں مزید ارقام اور نمبرات داخل کر کے کرنسی کو زیادہ کیا جانا ممکن ہو سکتا ہے۔ **پانچویں دلیل:** اگر ڈیجیٹل کرنسیز کی ثمینت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس طرح ہر ایک ادارے کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنی کرنسی جاری کریں اور یوں ایک ہی ملک میں متعدد کرنسیز کا اجراء ہوگا جو ملکی خانہ جنگی کو مضفی ہوگا اور اس کا سبب یہی تھا کہ ہم نے اس کے جواز کا حکم دیا۔ لہذا اس کو تسلیم کرنا، وقتی پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اس کو تسلیم کرانے کی تگ و دو کر کے اس کو دوسری غیر اسلامی چیزوں کی طرح اسلامی بنانے کی کوشش کرنا کئی خطرات کو جنم دے گی، اس کے بارے میں عالم اسلام کے اقتصادیات کے مشہور محقق اور عظیم مورخ و مصنف لکھتے ہیں کہ "قحط کے اسباب میں سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ کثرت سے فلوس راءج ہوں گے)"(26) عصر حاضر میں ملک کی الگ الگ کرنسی ہونے کے باوجود ڈیجیٹل کرنسی کثرت سے رواج پارہی ہے اور ہر ملک میں کرنسی کے ذیل بانڈز، ڈیبٹ اور ماسٹر کارڈ، موبائیل کارڈز وغیرہ کے علاوہ ڈیجیٹل کرنسی کا نہ ختم ہونے والا تانتا باندھ گیا ہے جب کہ قحط اور وباء کے لیے کثرت زر کے ساتھ ساتھ اشیاء کا مہنگا اور عام دسترس سے نکلنا ہے اور کرنسی کے پیچھے مال اور درآمدات وغیرہ کا نہ ہونے کے ساتھ مہنگے سے مہنگے تر ہونے سے کرنسی کو اپنے گرفت میں لینے کی بات عام فہم سی ہے۔ **چھٹی دلیل:** اصل ثمن تو سونا چاندی ہے کاغذی نوٹ کی ثمینت بھی ضرورت کی وجہ سے ہوئی اور ضرورت کے بارے میں فقہائے کرام کا مشہور قاعدہ ہے: الضرورۃ تتقدر بقدر ہا کہ ضرورت بقدر ضرورت ہی نکالی جائے گی ضرورت سے زیادہ نکالنے کی اجازت نہیں ہوگی، جب کہ آن لائن کاروبار کے مشکلات کے لیے ڈیبٹ کارڈ، ماسٹر کارڈ اور بینکوں دیگر جاری ہونے والے کارڈز سے بھی ضرورت پوری ہو سکتی ہے، اسی طرح الیکٹرک کرنسی بھی اس کے متبادل کے طور پر جدید کاروبار میں ایک پیش رفت ہے، جس کے بعد مزید ایک کرنسی کو تسلیم کرنا ایک ضروری فعل کو شرعی حکم کے طور پر تسلیم کرنا ہوگا۔ **ساتویں دلیل:** کرنسی نے کاغذی مطبع سے سفر کرتے کرتے تھک کر غیر حقیقی وجود کے حامل کمپیوٹر کے سافٹ ویئرز کی صورت کو اگر صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ صیہونی، یہودی اور عسیائی کرنسی چھاپنے سے تنگ آکر مزید انتظار نہیں کر سکتے بلکہ اب اگر انہیں پیسوں کی ضروت ہو، تو چھاپ خانے کے بجائے سافٹ ویئرز کا سہارا لیں گے اور میڈیا کے ذریعے تشہیر کر کے عوام کو اس کی جانب راغب کریں گے تاکہ حکومتوں کو پھنسانا آسان ہو جائیں۔ **آٹھویں دلیل:** کرنسی عوام کی سہولت کے لیے ہوتی ہے کہ ہر پڑھا لکھا اور ناخواندہ سب آسانی کے ساتھ اپنی ضرورت کی چیزوں کو خرید سکیں اور ضرورت سے زائد اشیاء کو فروخت کریں مگر ڈیجیٹل کرنسی کا معاملہ اس سے کہیں زیادہ مختلف ہے کیونکہ اس میں تو ایک بجلی اور دوسرا انٹرنیٹ کی ضرورت ہوتی ہے

اور پھر ہر جگہ اس کا مہیا ہونا بھی مشکل ہے، لیکن اس کے استعمال میں ہر ناخواندہ کو کسی ماہر تعلیم یافتہ کے بغیر کسی چیز کے خریدنے کی سہولت مہیا نہیں ہوتی۔

جواز اور عدم جواز دونوں دلائل کا محاکمہ :جواز کے دلائل کا تجزیہ :دوسری دلیل کے ضمن میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جس بیع میں عدم جواز کی وجوہات میں سے کوئی وجہ نہ ہو تو وہ جائز ہے اور اگر عدم جواز کی کوئی صورت ہو، تو وہ ناجائز ہو گی جب کہ ڈیجیٹل کرنسیز میں عدم جواز کی وجوہات میں سے کوئی وجہ نہیں لہذا اس کا کاروبار جائز ہے۔

اس دلیل میں دو باتیں ہیں :**پہلی بات** یہ ہے کہ اس میں عدم جواز کی وجوہات میں سے کوئی ایک وجہ نہیں، کیونکہ بیع کے ناجائز ہونے کے وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ مال نہ ہو اور ڈیجیٹل کرنسی بھی مال نہیں، کیونکہ مال یا شئی مرغوب اور قابل ذخیرہ چیز کا نام ہے جب کہ اس میں یہ وصف نہیں پائی جارہی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اعیاں و منافع پر مال کا اطلاق ہوتا ہے اور ڈیجیٹل کرنسی نہ تو اعیان میں سے ہے اور نہ منافع میں۔ لہذا یہ مال نہیں ہوا تو جو حکم غیر مال کی خرید و فروخت کا ہوتا ہے وہی اس کا بھی ہو گا۔ **دوسری بات** اس دلیل میں پوری توجہ ڈیجیٹل کرنسی کے کاروبار میں شرعی خامی پر مرکوز کی گئی ہے جب کہ ہمارا موضوع اس کی کرنسیت کا ثبوت ہے تو جب اس کی کرنسیت ثبوت ہو جائے تو پھر اس کے جواز اور عدم جواز پر بحث کریں گے۔

عدم جواز کے دلائل کا تجزیہ :اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ ثمنیت کے لئے اصل سونا چاندی ہے یا پھر اس کی رسید اور تیسری صورت میں قابل ضمانت حکومت ۔اس کے جواب میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ثمن شرعی میں تو اصل یہی ہے کہ سونا چاندی یا اس کی رسید ہو اور یا پھر قابل ضمانت حکومت جیسا کہ فلوس وغیرہ لیکن عرفی ثمن میں اس لیے تعامل اور حکومت کی اجازت بھی کافی معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم بٹ کوائن کو ثمن شرعی نہیں کہہ رہے بلکہ ہم اس کو ثمن عرفی کہہ سکتے ہیں۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ بٹ کوائن اور ڈیجیٹل کرنسیز میں سافٹ ویئرز کی مضبوطی پر قوت ثمن کا اعتبار ہے یعنی جو سافٹ وائیر قوی ہوتا ہے اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو یہی بات عام کاغذی کرنسی میں بھی ہے کہ جس کرنسی کے عوام اور حکومت مضبوط ہو تو ان کی کرنسی بھی مضبوط ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ ڈیجیٹل کرنسی میں ہیکنگ وغیرہ کا خطرہ ہے، تو یہی خطرہ کاغذی نوٹ کے غصب میں اور اس کی نقلی کاپی تیار کرنے میں بھی ہے، جب وہ جائز ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ڈیجیٹل کرنسیز کی ویب سائٹس دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ معاملہ اس طرح نہیں بلکہ کرنسی کا اجراء ہر ایک ادارہ نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے لیے باقاعدہ سرٹیفیکیٹ ہوتی ہے اور وہی ادارہ کامیاب ہو گا جس کے ساتھ ٹرانزکشن بھی ہو اور اس کا ہاتھ آجانا ہر ادارہ کا کام نہیں۔ اسی طرح کرنسی کے ابتداء سے ہی اس کی تعداد متعین ہوتی ہے لہذا "چوتھی دلیل" دراصل اس سسٹم سے ناواقفیت کی بناء پر ہے کوئی تحقیق اس کے پشت پر نہیں۔ ہاں البتہ ٹرانزکشن ملنا بھی ممکن ہے اور تعداد کا مقرر ہو جانا بھی کوئی ایسی ٹھوس ثبوت نہیں جس کی بنا پر ہم یہ کہیں کہ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ ٹرانزکشن سافٹ ویئر کوئی نہیں بنا سکتا اور نہ اداروں کی انسانی

دشمنی کسی پر مخفی ہے۔عدم جواز کے چوتھے دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر ایک ادارے کو ڈیجیٹل کو نیز بنانے کی اجازت حاصل ہو گی اور یوں ہر ادارہ اپنے اختیار سے ضرورت کے مطابق جب چاہے کو یز بنا سکتا ہے۔ جواز اور عدم جواز کے مندرجہ بالا دلائل اور ان پر کیے گئے تجزیہ کی روشنی میں چند باتیں معلوم ہوئیں ۔ڈیجیٹل کرنسی کے مطالعے سے یہ بات ثابت ہے کہ اس کا مدار صرف ڈیجٹس، ارقام اور نمبرات میں وہی ہے، جو کاغذی کرنسی پر لکھی ہوئی ہے، یعنی جس طرح کاغذی کرنسی کے اوپر لکھے گئے نمبرات اگر ہو تو وہ کرنسی شمار ہوتی ہے اگرچہ نوٹ کیسی گھسی پٹی پرانی کیوں نہ ہو جائے اور دکان دار اسے قبول نہ کرے، تو بینک اس کا ذمہ دار ہے، کہ وہ اسے تبدیل کرا کے نیا نوٹ جاری کرے، لیکن اگر کوئی نوٹ کتنا ہی نیا کیوں نہ وہ، لیکن اس کے نمبرات نظر نہ آتے ہوں، تو یہ نہ تو بازار میں مقبول ہے اور نہ ہی بینک میں اس کا تبادلہ ہو سکتا ہے، لہذا ثمن عرفی کی کرنسیت ملکی اجازت کے ساتھ نمبرات سے مقید ہو گئی، جو ڈیجیٹل کرنسی میں بطریقہ اولیٰ نظر آتے ہیں کیونکہ اس میں بھی یہی نمبرات موجود ہوتے ہیں۔ ۲۔ جس طرح ڈیبیٹ کارڈ اور دوسرے کارڈز کی طرح موبائل کمپنیوں کے موبائیل کارڈز اور ایزی لوڈ کو حکومتی سرپرستی حاصل ہونے کے ساتھ لوگوں کو اس کے ذریعے معاملہ کرنے کی اجازت ہے، کیونکہ اس میں حساب کتاب کے لیے نمبرات وغیرہ ہے اور اس کے ذریعے کی جانی والی باتوں کا مطلوبہ ریکارڈ ادارے کے ساتھ موجود ہوتا ہے، اسی طرح بٹ کوائن اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیز میں بھی یہی علت اگر پائی جائے، مثلاً حکومتی سرپرستی اور عوام کی قبولیت ہونے تو پھر اس کے ذریعے معاملات کے درست ہونے کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے، کیونکہ ریکارڈ اور حساب کتاب اس کرنسی میں ممکن ہو گیا ہے۔ ۳۔ ڈیجیٹل کرنسی کے مال اور ثمن سامان اور عرض ہونے یا نہ ہونے کے لحاظ سے صرف فقہی طور پر انتظامی اور مصلحتی مفاسد سے قطع نظر اسے بطور ثمن استعمال کرنے میں بظاہر کوئی اشکال نہیں نظر آتا، ہاں البتہ سونا چاندی، اس کی رسید یا ضامن حکومتی یا ان کے مسلم ادارے اور تعامل نہ ہونے کی وجہ سے اسے بطور کرنسی استعمال کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

ڈیجیٹل کرنسی اور شرعی مباحث: ڈیجیٹل کرنسی اور بٹ کوائن (Bit coin) کمپنی کے کاروبار کی شرعی حیثیت کے حوالے سے ایک دارالافتاء کی جانب سے ایک استفتاء کا یوں جواب دیا گیا ہے۔ آج کل انٹرنیٹ پر ڈیجیٹل کرنسی کی کئی کمپنیاں کام کر رہی ہیں، بقول ان کے ایک ایسا دور آنے والا ہے یا آچکا ہے جب دنیا میں کاغذ کے نوٹ ختم ہو جائیں گے اور اس کی جگہ ڈیجیٹل کرنسی لے لے گی ان کمپنیوں میں ایک کمپنی ون کوائن (one coin) کے نام سے کام کر رہی ہے جو اپنی ڈیجیٹل کرنسی متعارف کروا رہی ہے اور بہت سارے لوگ نفع کمانے کی غرض سے دھڑا دھڑ اس کمپنی کے ممبر بنتے جا رہے ہیں۔ اس کمپنی کا ماننا ہے کہ ڈیجیٹل کرنسی تبھی عام ہو گی جب لوگ اس کو استعمال کرنا شروع کر دیں گے، اس لیے اس میں سرمایہ کاری کرنے پر کئی منافع بخش طریقے فراہم کیے ہیں۔

پہلا طریقہ : منافع حاصل کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جو اس کمپنی کی رکنیت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس 100 یورو سے لے کر 48000 یورو تک میں سے کوئی ایک پیکیج حاصل کرنا ہوتا ہے کمپنی کو را یجوکیشن یا تعلیمی پیکجز کا نام دیتی ہے) اس کے ساتھ ساتھ ان پیکجز کے بدلے

کمپنی اس ممبر کو ٹوکن بھی دیتی ہے، ان ٹوکنوں کی تعداد پر پیکیج کے حساب سے الگ الگ ہے پھر کچھ ٹوکن عرصہ تقریباً ۹۰ گزرنے کے بعد کمپنی ان ٹوکنوں کو دگنا کر دیتی ہے۔ٹوکن دگنا ہونے کے بعد ممبران کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ ان ٹوکنوں کو ڈیجیٹل کوائنز(سکوں)میں تبدیل کروالیں جو کمپنی فری میں کر کے دیتی ہے۔ڈیجیٹل کوائنز حاصل کرنے کے بعد ہر صارف کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ ان کوائنز کو بیچ سکے۔اس طرح صارف کو تقریباً دُگنا فائدہ حاصل ہوتا ہے، کوائنز اچھی قیمت میں بک جاتے ہیں۔(27)

دوسرا طریقہ : منافع حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ (ث(Compensation Plan)کا ہے جو کہ اختیاری ہے،لازمی نہیں،یعنی اگر کسی کو فائدہ حاصل کرنا ہو تو وہ اس طریقہ کو اختیار کرے،ورنہ نہیں پھر اس کی بھی تین صورتیں ہیں پہلی صورت Direct Sale کی ہے،یعنی جو بندہ کمپنی کی رکنیت حاصل کرلے اور اس کے بعد کسی کو بھی کمپنی کے بارے میں بتائے اور وہ بندہ کمپنی کے اکاونٹ کے تحت کمپنی کا ممبر بن جائے تو وہ نیا آنے والا ممبر جتنے پیسوں کی سرمایہ کاری کرتا ہے،اس طریقہ کار میں دس فیصد کمپنی کے پہلے والے ممبر کو دیتی ہے جو اس کے آنے کا سبب بنا اور یہ ادائیگی ایک دفعہ ہوتی ہے۔ دوسری صورت(Net Work Bonus نیٹ ورک بونس) کی ہے اس صورت میں کسی بھی ممبر کے تحت دائیں اور بائیں جانب جتنے بھی لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ ممبر بنتے ہیں، ان کی ہفتہ وار مجموعی سرمایہ کا دس کا فیصد حصہ کمپنی اس پہلے درجے والے ممبر کو ادا کرتی ہے، جن کے نتیجے میں ان کی رکنیت واقع ہوئی اور یہ ادائیگی ہفتے میں ایک دفعہ کرتی ہے۔

تیسری صورت Matching Bonus کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی ممبر رکنیت حاصل کرنے کے "First Generation پہلی نسل کہتے ہیں اور پہلی نسل یا درجے والے جن لوگوں کو ڈائریکٹ سپانسر کرتے کمپنی میں لاتے ہیں، وہ پہلے والے ممبر کی دوسری نسل کہلاتے ہیں، وہ پہلے والے ممبر کی دوسری نسل کہلاتے ہیں اسی طرح تیسری اور پھر چوتھی نسل تک سلسلہ ہوتا ہے۔تو پہلی نسل یا درجے کے ممبر ہفتہ وار Bonus سے جتنا کماتے ہیں،اس کا دس فیصد پہلے والے ممبر کو ملتا ہے اور یہ Matching Bonus ہفتے میں ایک دفعہ اور چار نسلوں یا درجنوں تک دس فیصد کے حساب سے ملتا ہے،چار سے زیادہ نہیں۔(28)

اس کمپنی سے کئے جانے والے کاروبار سے حاصل شدہ منافع اور طریقے کے بارے چند سوالات پیدا ہوتے ہیں ان کے جوابات علماء کرام کی آرا کی روشنی میں درج ذیل ہیں۔ پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کمپنی حاصل کرنے کا جو پہلا طریقہ مذکور ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے;238; دوسرا سوال یہ ہے منافع حاصل کرنے کے دوسرے طریقے کی تین صورتیں ہیں، ہر صورت کا شرعی حکم کیا ہے۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ تمام ممبران کے کوائنز کو کسی مقررہ تاریخ پر دگنا کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔چوتھا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس کمپنی میں رکنیت حاصل کرے اور Network کے ذریعے مزید لوگوں کو رکن نہ بنائے تو کیا شرعاً ایسا کرنا صحیح ہو گا۔(29)

الجواب حامداًومصلیاً واضح رہے کہ کسی بھی قدر ریچیز کے کرنسی بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس مقامی حکومت اور اسٹیٹ کی جانب سے اس کرنسی کو سکہ اور ثمن تسلیم کر کے اس کو عام معاملات (لین دین) میں زر مبادلہ کا درجہ دے دیا گیا ہو، ایسی کرنسی کو لوگ رغبت و میلان

کے ساتھ قبول کرنے کے لیے آمادہ بھی بن جائیں اور رواج عام بھی ہو جائے۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ بٹ کوائن نہ تو کسی حکومت کی طرف سے تسلیم شدہ کرنسی (ثمن) ہے اور نہ ہی تمام لوگوں میں اس کا رواج ہے لہذا اس کی ثمنیت قابل اعتبار نہیں ہے اور محض چند ٹوکن جن کی کوئی واقع مالی حیثیت نہیں، اس کی قیمت ۱۰۰ یورو سے ۸۲۰۰۰ تک مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ نیز اگر مجوزہ ڈیجیٹل کرنسی کو بالغرض قانونی و اصطلاحی کرنسی تسلیم کر لیا جائے تو ڈیجیٹل کرنسی کا مبادلاتی عمل لین دین شرعی لحاظ سے بیع صرف (نقدی کا لین دین) کہلائے گا، جبکہ نقدیکا آپس میں تبادلہ کرتے وقت ایک ہی مجلس میں قبضہ ضروری ہے، جبکہ مذکورہ کمپنی ٹوکن دینے ۹۰ دن بعد ان ٹوکنوں کو دگنا کر کے ڈیجیٹل کوائنز (سکوں) میں تبدیل کر کے دیتی ہے تو یہ بھی بیع صرف میں اُدھار کی ایک صورت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، لہذا سوال میں مذکورہ منافع کا پہلا طریقہ بھی ناجائز ہے۔ والمالیۃ تبثت بتمول الناس کافۃ وبعضھم والتقوم یثبت بھا ویا باحۃ الا نتفاع بہ شرعاً(30) ھو مبادلۃ شئی مرغوب فیہ بمثلہ علی وجہ فعسد مخصوص'(31) واما الشرائط (فمنھا) قبض البدلین قبل الافتراق لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام فی الحدیث المشھور والذھب بالذھب فی الحدیث المشھور والذھب بالذھب مثلاًبمثل یدًابید والفضۃ بالفضۃ مثلا بمثل یدا بید، (32) مذکورہ کمپنی کے منافع حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ جس کی تین صورتیں ہیں، یہ تینوں صورتیں دراصل کمیشن کے تحت آتی ہیں اور کمیشن کی اسلامی قانون تجارت اور تبادلہ میں مستقل تجارتی حیثیت نہیں ہے، اس لیے کہ جسمانی محنت "(جو کہ تجارت کا ایک اہم جز ہے) کے غالب عنصر سے خالی ہونے کی بنا پر فقہا کرام نے اصولاً اس کو ناجائز قرار دیا ہے لیکن لوگوں کی ضرورت اور تعامل کی وجہ سے اس کی محدود اور مشروط اجازت دی ہے، بظاہر مذکورہ کمپنی کا مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کا سرمایہ اپنے کاروبار میں لگا کر اور ممبر در ممبر سازی کر کے زیادہ سے رقم حاصل کرنا اور اس حاصل ہونے والی رقم سے لوگوں کو کمیشن فراہم کرنا ہے، لہذا اس کمپنی سے معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، چونکہ اس کمپنی کے کوائنز اور ٹوکن خریدنا جائز نہیں ہے اس طرح اس کمپنی کے ممبر بن کر مذکورہ تینوں صورتوں Net Bonus "Direct sale"" اور Matching Bonus کے ذریعے کمیشن حاصل کرنا درست نہیں ہے۔ "والربع انما یستحق بالمال او بالعمل او بالغمان(33) "سئل عن معمد بن سلمۃ عن اجرۃ السمسار فقال: أجوآنہ بائس بہ وان کان فی الاصل فاسدا لکثرۃ التعامل وکیثر من ھذا غیر جائزۃ فجوزو لاحاجۃ الناس الیہ(34) مذکورہ کمپنی کے کوائنز (سکوں) کا حصول اور ان کی خرید و فروخت چونکہ ناجائز ہے، اسی طرح ان کوائنز کو دگنا کر کے بیچنا بھی ناجائز ہے۔ فتاوی الشامی میں ہے کہ :"باب الرباھو لغۃ مطلق الزیادۃ وشرعا ولو حکما مدخل ربا النیۃ والبیوع الفاسدۃ فکلھا من الربا فیجب رد عین الربا ولو قائماً لا ردضمانہ لانہ یملك بالقبض وبحر (خال عن عوض)۔۔ مشروط ذلك الفضل لاحد العاقدین"

مذکورہ کمپنی کو ٹوکن اور کوائنز کا لین دین کرنا چونکہ ناجائز ہے، اس لیے اگر کوئی اس کمپنی میں صرف کوائنز حاصل کرنے کے لیے رکنیت

میں سرمایہ کاری کرنا بھی درست نہیں ہے۔ احکام القران میں ہے کہ : '' نهى لكل احد عن أكل مال نفسه ومال ' نفسه ومال غيره بالباطل وأكل مال نفسه بالباطل انفاقه في معاصي الله وأكل مال الغير بالباطل قد قيل : فيه وجهان : احدهما ما قال السدي وهو ان يا كل بالربا والقمار والبخس والظلم وقال ابن عباس ;230; والحسن ;231; تعالى ان يا كله بغير عوض ''(35)'' ہر ایک کو اپنا مال اور دوسروں کا مال ناحق طور پر کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اپنے مال کو ناحق طور پر کھانا یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے اور دوسروں کے مال کو ناحق طور پر کھانے کے متعلق آیا ہے اس کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت میں سعدی فرماتے ہیں : اس کو سود، جوا، کمی (ناپ تول میں) اور ظلم کے ذریعہ کھائے۔ حضرت ابن عباس اور حسن فرماتے ہیں کہ اس کو بغیر عوض کے کھائے (سودی معاملہ کرے)(36)

خلاصہ بحث: کرنسی آلہ مبادلہ ہے انسانی تاریخ میں انسان ایک دوسرے کے ساتھ اشیاء کے تبادلے کے طور پر مختلف اشیاء کا استعمال کرتا رہا ہے۔ اور ہر زمانے مین اس کی شکلیں مختلف رہیں ہیں۔ حقیقی ثمن سون اچاندی ہی رہے لیکن حقیقی ثمن وقت کے کرنسی کی شکل میں بدل گیا۔ اور یہ سفر یہاں پر نہیں رکا بلکہ اس کا تسلسل جاری ہے اور موجودہ زمانے مین وہ ایک ڈیجیٹل کرنسی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اور یہ سیلسلہ مزید جاری ہے۔ اس کی شرعی حیثیت پرعصر حاضر کے علماء کا نکتہ نظر مختلف ہے اگر کچھ علماء کرام نے مشروط اس کے وجود کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اکثریت اس کی ثمنیت عرفی کی قائل نہیں ہے۔ اس کرنسی میں عدم جواز کی بنیادی وجہ سود کے عنصر کا پایا جانا ہے۔ اور اس کے ساتھ کچھ ممالک اس کے وجود کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لہذا اس کی جتنی صورتیں تجارت کی وجود میں آچکی ہیں اس کی وجہ سے معاشرتی فساد کے اندیشہ کا امکان نمایاں ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔الزیلعی، فخر الدین عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، بیروت، دار الکتب العلمیۃ 93/2

2۔النووی، محی الدین، یحیٰی بن اشرف، التنبیہ، دمشق، دار القلم، طبع اول۔1408ھ، ص،114

3۔ الکاسانی، ابو بکر، لاؤالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کراچی۔ ایچ، ایم، سعید،

4۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت، کراچی

5۔الترکمانی، عدنان خالد، السیاسئیہ النقدیہ والمصرییہ فی الاسلام، بیروت، موسسۃ الرسالہ۔ طبع اول، 1409

6۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت، کراچی، ادراۃ المعارف، ص،95

7۔ ایضاً، ص،97

8۔ تھانوی۔ اشرف علی مولانا، امداد الفتاوٰی، کراچی، مکتبہ، دار العلوم، ص،5/2

9۔ عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، احکام الاوراق النقدیہ، کراچی، ادارۃ المعارف، ص،15

10۔السعدی، عبدالرحمٰن الناصر، الفتاوٰی السعدیہ، الریاض، مکتبہ المعارف۔ طبع دوم، 1993ء، ص،182

11۔ عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، احکام الاوراق النقدیہ، کراچی، ادارۃ المعارف، ص،14

12۔ عثمانی، مفتی محمد تقی، کاغذی نوٹ اور کرنسی کا حکم، کراچی، میمن اسلامک پبلشرز، طبع اول، 1993، ص، 65
13۔ السعدی، عبدالرحمن الناصر، الفتاوی السعدیہ، ص، 329
14۔ بریلوی، احمد رضا خان، کفل الفقیہ القاھم فی احکام القرطاس والدراھم، لاہور، شبیر برادرز، ص 12
15۔ المبارک، محمد ابراہیم شیخ، شرح الفتاوی، الریاض، مکتبۃ المعارف، طبع دوم، 1993، ص۔ 34
16- السعدی، عبدالرحمن الناصر، الفتاوی السعدیہ، ص، 320
17۔ عصمت اللہ، ڈاکٹر، زر کا تحقیقی مطالعہ شرعی نقطہ نظر سے، ص، 97
18- بریلوی، احمد رضا خان، کفل الفقیہ القاھم فی احکام القرطاس والدراھم، لاہور، شبیر برادرز، ص 6
19۔ عصمت اللہ، ڈاکٹر، زر کا تحقیقی مطالعہ شرعی نقطہ نظر سے، ص، 107
20- خلیل، مفتی محمد حسین، شریعہ اینڈ بزنس، کراچی، جامعۃ الرشید، ہفت روزہ مجلّہ۔ 8/3
21- ایضاً، 9/3
22۔ عثمانی، ذیشان الحسن، بٹ کوائن، بلاک چین اور کرپٹو کرنسی، اسلام آباد، گفتگو پبلشرز، ص، 307
23- الاسراء، 36
24- کشف الاستار عن زوائد البزار، کتاب الاطعمہ، باب فیما یحل وما یحرم، رقم 325/3
25- نبیل السیجامی، onecoinbilaraby@gmail.com
26- مقریزی، اقاثۃ الامہ بکشف الغمہ، مصر، دالکتب العلمیہ، ص۔ 120
27- ماہنامہ بینات، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون کراچی، رجب المرجب، 1438ء
28۔ ایضاً۔
29۔ ایضاً۔
30- شامی، ابن عابدین، الدر المختار علی الرد المحتار، کراچی، قدیمی کتب خانہ۔ 501/4
31- ایضاً، 63/6
32-۔ الکاسانی، ابو بکر، لاؤالدین، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کراچی۔ ایچ، ایم، سعید 215/5
33--شامی، ابن عابدین، الدر المختار علی الرد المحتار، کراچی، قدیمی کتب خانہ 646/5
34۔ ایضاً، 63/6
35- ایضاً، 169/5
36- ماہنامہ بینات، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون کراچی، رجب المرجب، 1438ء
37- ایضاً،
38- شریعہ اینڈ بزنس، کراچی، جامعۃ الرشید، ہفت روزہ مجلّہ شمارہ، 17، 5/6

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.